سیلاب بلاخیز

امساکِ باراں ہو کہ سیلابِ بلاخیز، زلزلہ ہو یا صاعقہ، ڈینگی ہو یا کوئی اور وباء...... ان کی تباہ کاری، ہلاکت آفرینی اور قیامت خیزی سے اللہ باری تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ خیر القرون سمیت، کوئی قرن ان آفاتِ ارضی وسماوی سے خالی نہیں رہا۔ کبھی بحکم قرآن یہ آزمائش وامتحان ہے اور کبھی قہر الٰہی ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے وطن عزیز دہشت گردی کے ساتھ ساتھ ان بلیات کا شکار چلا آرہا ہے۔ مظفر آباد اور بالاکوٹ کا زلزلہ اور پھر اس کا وقتاً فوقتاً تکرار، سال گزشتہ خیبر پختون خواہ کا اور امسال صوبہ سندھ کا سیلاب وسیع پیمانے پر تباہی کا باعث ہوا۔ پنجاب ڈینگی بخار کی زد میں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ امتحان نہیں کیونکہ امتحان نیک بندوں کیلئے آتے ہیں اور ہم من حیث القوم پرہیزگاری اور تقویٰ کے اس درجے پر فائز نہیں ہیں جہاں امتحان لیا جاتا ہے۔ ہم عقائد واعمال کے سب سے نچلے درجے پر ہیں بلکہ اگر یہ کہیں کہ ہمارے اعمال صالحہ کی کوئی عمارت ایسی نہیں استوار ہوسکتی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قشنگ وزیبا ہو۔ ﴿ایاک نستعین﴾ کا ایک ایک دن میں سوسوبار اقرار کرنے والے نمازی حاجی اور ہادی اتنے دلیر ہوگئے ہیں کہ قرآن مجید سے غیر اللہ سے استمداد کے حوالے نکال لاتے ہیں۔ صلوٰۃ وصبر کو غیر اللہ ٹھہرا کر بالصبر کی با کا ترجمہ ساتھ کی جگہ سے کر ڈالتے ہیں۔ مشکل کشائی سیدنا علیؓ اور فریادرسی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو غوث الاعظم اور غوث الاغواث بنا کر ان کے سپرد کردیتے ہیں، جہاں عقائد کا یہ حال ہو وہاں اعمال صالحہ کہاں؟ پھر اس حقیقت ثابتہ سے بھی کوئی سبق نہیں لیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے انداد واضداد، اتنے اغواث اور سینکڑوں مشکل کشاؤں کے ہوتے ہوئے بلاء ووباء، سیلاب وصاعقہ کی یلغار کیوں ہورہی ہے۔ اس کو اللہ کے اغیار روک کیوں نہیں دیتے؟ لاہور تو اللہ تعالیٰ کی سلطنت سے خارج کر کے سید علی ہجویریؒ کو داتا کہہ کر داتا کی نگری بنا دیا گیا مگر اس نگر کو ڈینگی وائرس کاٹ کر کھا گیا۔ ہم توسل کے قائل ہیں۔ اس پر ایک الگ مضمون اسی شمارے میں شائع کر رہے ہیں لیکن یہ پنجاں تے باراں دے صدقے اور وسیلے اگر درست ہوتے تو ہماری دعائیں

رنگ لاتیں اور ہم پر آفات و بلیاتِ ارض وسماء سے پھوٹ پھوٹ کر اور ٹوٹ ٹوٹ کر نہ وارد ہوتیں۔ حکمران طبقہ کی بداعمالیاں الگ رہیں۔ یہ زلزلے، یہ سیلاب، یہ ڈینگی، یہ بجلی کی بندش، یہ گرانی، آخر سب ہمارے لئے ہی کیوں ہیں؟ کیا ہم اس نبی کی امت نہیں ہیں جس کے وسیلہ حیلہ سے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ بھی اسمع قالنا نہیں فرماتے؟ کیا مولا علی بھی مشکل کشائی نہیں فرماتے۔ ہم یہ پڑھتے ہیں:

لے یارہویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی

مگر سیلاب میں ہمارا سب کچھ ڈوب جاتا ہے۔ اہل وطن نے یہ سب کچھ آزمالیا مگر کچھ نہیں پایا۔ اب ہمارا کہا سنیں اور دل کے کانوں سے سنیں کہ ﴿ایاک نستعین﴾ کے اقرار کو عملی جامہ پہنائیں اور توحید کا یہ نغمہ گائیں۔

(اللّٰھم ارحم علیٰ حالنا ولا تنظر الیٰ سوء اعمالنا. اللّٰھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک) ''اے اللہ! ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمارے برے اعمال کی طرف نہ دیکھ، اے اللہ! اپنے غضب سے ہمیں نہ مار ڈالنا اور عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے پہلے ہمیں معاف کر دینا'' یہ نغمہ توحید گائیں۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا ہے۔ یہ نغمہ بلا وسیلہ ہے۔ یہی جلیلہ ہے کیونکہ ہم تک بوسیلہ محمدیؐ پہنچا ہے۔ پھر دعائیں قبول اور بلائیں کافور ہوں گی۔

ہمیں یہ موقف ہرگز قبول نہیں کہ ہمارے وسائل کم اور مسائل زیادہ ہیں۔ وسائل اور مسائل کے درمیان توازن مدبر کائنات کا قائم کردہ ہے۔ اسے ہم نے اپنے اسراف اور حکمرانوں نے اپنی بے تدبیری، نالائقی اور عیاشی سے مٹایا ہے اور اس کا کڑوا پھل کھایا ہے اور قوم کو بین الاقوام میں گداگر کے ذلیل مقام پر بٹھایا ہے۔ اوپر یہ ستم ڈھایا ہے کہ اس عالمی گدا کے ٹکڑوں سے اپنے توشہ خانے بھرے ہیں۔ قرض قوم پر چڑھایا اور اپنی دولت کو دبئی کے کاروبا میں لگایا یا پھر سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں چھپایا ہے۔ اسی بے حمیت کلاس نے مادر وطن کو بے لباس کیا۔ اس کی آبرو کو امریکہ اور یورپ کی منڈیوں میں نیلام پر چڑھایا ہے۔ سرے محل تو قصہ پارینہ ہے۔ داستانِ تازہ اسپین اور کویت سٹی میں جنم لے رہی ہے۔ یہ بڑی ظالم کلاس ہے۔ کہتی ہے کہ دہشت گردی کے خوف سے بیرونی سرمایہ کار بدک گیا ہے مگر یہ نہیں بتاتی کہ جس ملک کا حکمران طبقہ بیرون ملک سرمایہ کاری کرتا ہو، وہاں غیر ملکی سرمایہ کار کس طرح سرمایہ لگائے گا۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ سرکاری ٹرانسپورٹ ہوائی اور زمینی، سیاستدانوں پر صرف ایک ہفتہ کیلئے بند کر دی جائے تو سیلاب زدگان کی بحالی کا سارا کام اس بچت سے پورا ہو جائے گا۔ بات وسائل کی

نہیں۔لوٹ مار کی ہے۔اس وزیر اعظم سے بڑا سنگدل کون ہوگا جو ایسے حالات میں اپنے جلسے کو سرائیکی صوبہ کا ریفرنڈم کہہ رہا ہے جبکہ سندھ کی عوام سیلابی پانی میں غوطے کھا رہے ہیں۔

سختی کی اس گھڑی میں ہم سندھی بھائیوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان دامے، درمے، قدمے، سخنے ان کے ساتھ ہیں۔البتہ ان سے یہ التجا بھی کرتے ہیں کہ اصلاح عقائد کی طرف توجہ دیں۔اب تو انہوں نے خود دیکھ لیا ہے کہ ڈوبتی نیا کو پار لگانے اور ڈولتی کشتی کو بھنور سے نکالنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔آج سے چودہ سو سال پہلے ابو جہل کے بیٹے عکرمہؓ نے ڈوبتی نیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی اس طاقت کا ادراک کیا تھا اور دولتِ ایمان پائی تھی۔

اللہ کے سوا چھوڑ دے سب سہارے کہ ہیں عارضی زور ، کمزور سارے

اب تو انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ ان کے ساتھ وہ ہستیاں بھی ڈوب رہی ہیں جنہوں نے اپنے تئیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا وسیلہ بنا رکھا تھا۔پھر یہ بھی دیکھا کہ یہ نام نہاد وسیلے دنیوی وسائل کے سہارے سب سے پہلے محفوظ مقامات کی طرف نقل مکانی کر گئے اور انہیں ڈوبنے کیلئے چھوڑ گئے اور پلٹ کر پیچھے بھی نہ دیکھا۔

زائرین کوئٹہ

ایران جانے والے قافلے پر دو بار قاتلانہ حملے ہوئے جس کے نتیجے میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ حکومت بلوچستان کی نااہلی کا بدترین ثبوت ہے۔ہزارہ قبیلہ کے لوگ اس پر سراپا احتجاج ہیں۔ان کے دل دکھی ہیں۔ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ مسافروں کو فول پروف تحفظ فراہم کیا جائے۔

مگر ساتھ ہی ہزارہ قبیلہ کے لوگوں کو نیک مشورہ دیں گے کہ ازواج و اصحاب نبیؐ پر سبّ وشتم نہ کیا کریں۔سبّ وشتم ایک منفی عمل ہے اور کسی بھی مسلک یا مذہب کی بنیاد منفی عمل پر نہیں رکھی جاسکتی۔ملت جعفریہ کے اکابرین اس مسئلہ کا اگر مستقل حل چاہتے ہیں تو ہم عرض کئے دیتے ہیں کہ تبرّا بے شک دین شیعہ کا رکن ہے۔مگر اسلام کا رکن نہیں ہے۔ہمیں خون مسلم بڑا عزیز ہے۔شیعہ اکابرین بھی اس کی حرمت کے قائل ہیں۔خون سنی کا ہو یا شیعہ کا اس کی حرمت مسلّم ہے۔اس کا حل انتقام در انتقام نہیں ہے۔ساری خرابی ازواج واصحاب نبیؐ پر سبّ وشتم سے جنم لیتی ہے۔اس لئے وہ امت یا ملت الگ نہ بنائیں۔ملت جعفریہ سے واپس ملت ابراہیمیؑ میں آئیں۔ اصحابؓ وازواجؓ پر تبرّا نہ کریں اور دیکھیں کہ دین شیعہ کی عمارت ہرگز منہدم نہ ہوگی۔پہل ہمیشہ وہ کرتے ہیں۔